ورلڈ میتھوڈسٹ کونسل نے یہ کہہ کر احتجاج کیا ہے کہ ہزاروں یہودیوں کو اسرائیل آنے کے لیے زمین کی پیشکش کرنا جو قانونی طور پر ان لوگوں کی ملکیت ہے جن کے آباء واجداد صدیوں سے اس علاقے میں رہتے چلے آرہے ہیں، یہ کوئی انسانیت نواز اقدام نہیں۔" بلکہ یہ مقامی فلسطینی باشندوں کو بے گھر کرنے اور مقبوضہ علاقوں پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے آپ کا ظالمانہ اور سوچا سمجھا ہتھکنڈہ ہے" جبکہ یہ علاقے بین الاقوامی قانون کے تحت تمہاری ملکیت نہیں ہیں۔

خط میں مزید کہا گیا کہ " ورلڈ میتھوڈسٹ کونسل ان پابندیوں کو ستم ظریفانہ اور غیر منصفانہ خیال کرتی ہے جو آپ کی حکومت نے غزّہ اور مغربی کنارے کے ہزاروں فلسطینی عربوں پر عائد کر رکھی ہیں، جن میں ان کے کام کے پرمٹوں کی منسوخی بھی شامل ہے۔" خط میں " محفوظ سرحدوں میں ان کے زندہ رہنے کے حق "کی بھرپور حمایت کا وعدہ کرتے ہوئے اسرائیل پر زور دیا گیا کہ وہ "اب فلسطینی عوام کے ساتھ امن قائم کرنے کے مواقع سے فائدہ اٹھائیں...."

پانچ سو افراد پر مشتمل ورلڈ میتھوڈسٹ کونسل دنیا کے 93 ملکوں میں میتھوڈسٹ چرچوں کے پانچ کروڑ چالیس لاکھ افراد کی نمائندگی کرتی ہے۔ (بہ شکریہ "فوکس" لیسٹر)

پاکستان

اندرون سندھ میں "بشارتی کام"

[سسٹر پولین کے قلم سے " اچھا چرواہا" (ملتان) میں مقامی کلیسیاء کی خدمات اور خصوصی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ انہوں نے " قوموں میں بشارتی کام" کے زیرعنوان اندرونِ سندھ میں مسیحی برادری کے بارے میں حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔]

"اگرچہ موجودہ نفاذِ اسلام کی تحریک کی وجہ سے اسلامی معاشرے میں مسیحیت کی وسیع پیمانے پر اشاعت خارج ازامکان ہے لیکن سندھ میں تقریباً ڈیڑھ سو برس قبل ہندوستان میں شدید قحط پڑنے کے سبب ہندووں کی بہت بڑی تعداد خوراک اور روزگار کی تلاش میں اندرون سندھ ہجرت کر آئی۔ یہ طبقہ معاشرتی اور سیاسی طور پر کچلا ہوا اور نا انصافی کا شکار ہے۔ یہ خانہ بدوش

بھیک مانگنے، ناٹک کرنے اور مداری دکھانے والے پیشوں سے منسلک ہیں۔ اجتماعی طور پر انہیں اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ یہ ستائیس چھوٹی ذاتوں میں منقسم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان انہیں ناپاک سمجھتے ہیں۔

مشنری کام کا آغاز 1942ء میں اس وقت شروع ہوا جب پہلے کوہلی نے بپتسمہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تقریباً پانچ ہزار کوہلیوں نے بیک وقت مسیحیت قبول کی مگر تیس سالوں سے ترقی کا گراف صفر رہا۔ گذشتہ دس برس سے نوجوان مشنریوں میں روح القدس کی جماعت، مل ہل اور کولمبن فادر صاحبان، دخترانِ صلیب کی سسٹر صاحبات، ایف-ایم-ایم اور پریز نٹیشن کی سسٹر صاحبات شامل ہیں۔

ان مشنریوں کی ان تھک کوششوں سے آج کاتھولکوں کی تعداد تقریباً پندرہ ہزار ہے جبکہ بھیل اور باگڑی قبائل میں سے سوسو لوگ مسیحی ہیں۔ یہاں پر بشارتی کام کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ خانہ بدوش ہیں اور دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ ایک جگہ آباد نہیں ہوسکتے کیوں کہ زمیندار مسلمان کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ ان کے مزارعے مستقل طور پر ان کی زمینوں پر رہائش پذیر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ باقاعدہ عبادت کا اہتمام کرنا اور مسیحی تعلیم دینا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قدیم روایات اور رسومات پر سختی سے کاربند ہیں۔ وہ تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں کیوں کہ انہیں اسکولوں میں بخوشی قبول نہیں کیا جاتا۔ ابھی تک صرف دو فیصد لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند ایک نے ہمت کر کے فرسودہ رسم ورواج کے بندھنوں کو توڑ کر ترقی کی راہ اختیار کی ہے۔ اور کچھ نرسیں، مناد اور اساتذہ بنے۔ انہیں باہمت افراد میں سے ایک شخص کاتھولک ہسپتال کا ایڈمنسٹریٹر بنا ہے۔ بشارتی کام امید افزا ثابت ہورہا ہے کیونکہ چند نوجوانوں نے مناد کی تعلیم حاصل کی ہے جبکہ دوسروں نے مذہبی تعلیم کے تھوڑی میعاد کے کورسز میں شمولیت کی۔ امید واثق ہے کہ یہ تربیت یافتہ افراد اپنے لوگوں میں بشارتی کام کو آگے بڑھائیں گے۔" (اچھا چرواہا، ملتان - مئی - جون 1991ء، ص 121-122)۔

شمالی علاقہ جات میں مسیحی سرگرمیاں

[شمالی علاقہ جات اپنی قدرتی خوبصورتی، باشندوں کی سادہ مزاجی اور